قرآن وسنت کی روشنی میں مایوسی کا تدارک

محمد عبداللہ *

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات پیدا کیا ہے۔اور تمام کائنات کو اس کیلئے مسخر فرمادیا ہے۔انسان کا کام اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اسکی بنائی ہوئی کائنات اور مظاہر فطرت پر غور کرنا ہے۔انسان کی ذمہ داری ہے کہ وہ دنیا میں حق وصداقت اور انصاف کا بول بالا کرنے کیلئے اپنی توانائیاں صرف کرے اور تمام لوگوں کو خیر کی دعوت دیتا رہے۔اس طرح انسان پر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی صورت میں کچھ ذمہ داریاں عائد کی گئی ہیں جن کی ادائیگی سے ایک متوازن اور پرامن انسانی معاشرہ تشکیل پاسکتا ہے۔ یہ سب کچھ اسی وقت ممکن ہے جب انسان پرعزم اور پرامید ہوکر اپنے فرائض نبھاتا رہے۔اور راستے میں آنے والی کسی مشکل اور رکاوٹ کو دیکھ کر مایوس ونا امید نہ ہو بلکہ ہمت وصبر سے مشکلات کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنا سفر جاری رکھے۔یہی وجہ ہے کہ اسلام نے مایوسی اور اسکی طرف لے جانے والے عوامل کی حوصلہ شکنی کی ہے اور ہر حال میں اپنے خالق و مالک پر یقین رکھنے کی تلقین کی ہے۔ذیل میں مایوسی کے لغوی و اصلاحی مفہوم، مایوسی کی وجوہات اور نقصانات کے علاوہ قرآن وسنت کی روشنی میں مایوسی کے تدارک کے احکام بیان کئے گئے ہیں۔

لغوی مفہوم:

عربی میں مایوسی کا مادہ ''یئس'' ہے۔جس کے معنی لغت کے مطابق یوں ہیں" سے ناامید و مایوس ہونا، کو چھوڑ دینا، سے دستبردار ہونا، دست کش ہونا کے بغیر گزارہ کرنا، کی سب امید چھوڑ دینا" (1)انگریزی میں مایوسی کیلئے Frustration کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔جس کے معنی اردو لغت کے مطابق "مایوسی، ناکامی، محرومی، شکست، ہار" ہیں(2)

اصطلاحی مفہوم:

اصطلاح میں مایوسی سے مراد یہ ہے کہ انسان، حال اور مستقبل میں اپنے حالات کی بہتری سے ناامید ہوجائے اور یہ کیفیت اسے قوت عمل سے محروم کردے اور کسی انتہائی اقدام پر آمادہ کردے جو اپنی یا کسی دوسرے کی زندگی کا خاتمہ بھی ہوسکتا ہے۔

مایوسی کی وجوہات:

مایوسی کی داخلی اور خارجی سطح پر کئی وجوہات اور اسباب ہوسکتے ہیں جن کا دائرہ انسان کے نفسیاتی مسائل سے لے

*ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ وعربی، گومل یونیورسٹی، ڈیرہ اسماعیل خان، پاکستان

کر معاشرہ میں موجودہ ناہمواریوں اور ناانصافیوں تک پھیلا ہوا ہے۔ کچھ لوگ فطرتی طور پر کم ہمت اور پست حوصلہ ہوتے ہیں اور انہیں جب کسی معمولی سے چیلنج کا مقابلہ کرنا پڑے تو فوراً ہمت ہار جاتے ہیں۔ اس طرح بعض اوقات معاشرے میں موجود طبقاتی کشمکش اور امیر وغریب کے درمیان بڑھتی ہوئی خلیج بھی احساس محرومی کا سبب بن جاتی ہے۔ مایوسی کے اہم اسباب درج ذیل ہیں:۔

1۔ بے جا خواہشیں:

ایجادات کے اس دور میں آئے دن نئی نئی چیزیں، مشینیں اور آلات وجود میں آرہے ہیں اور نمود ونمائش کی دوڑ میں ہر شخص جدید ترین ایجادات سے مستفید ہونا چاہتا ہے۔ اپنی حیثیت اور آمدنی کی پرواہ کئے بغیر ہر شخص قرض لے کر یا ماہانہ اقساط پر مختلف چیزیں خریدتا ہے اور پھر جب قرض کی واپسی کی کوئی صورت نہیں بنتی اور کم آمدنی کی وجہ سے روزمرہ ضروریات کا حصول بھی مشکل ہوجاتا ہے تو انسان زندگی سے مایوس ہونے لگتا ہے۔ انسان کی ان طویل تمناؤں کا ذکر ہمیں کئی احادیث طیبہ میں ملتا ہے:۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار چیزیں بدبختی کی علامت ہیں۔ آنکھوں کا خشک ہو جانا، دل کا سخت ہوجانا، لمبی امید رکھنا اور دنیا کی حرص کرنا (3)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چوکور خط کھینچا اور چوکور کے وسط میں ایک خط کھینچا جو اس چوکور سے باہر نکلا ہوا تھا۔ اس کے وسط میں چھوٹے چھوٹے خطوط کھینچے جو اس متوسط خط کی جانب تھے۔ پھر فرمایا یہ انسان ہے اور یہ اسکی موت ہے جس نے احاطہ کیا ہوا ہے اور یہ خط جو اس چوکور سے باہر نکلا ہوا ہے، یہ اسکی امیدیں ہیں اور یہ چھوٹے چھوٹے خطوط اس کو عارض ہونے والے مصائب ہیں اگر اس مصیبت سے بچ نکلا تو یہ مصیبت اس کو ڈس لے گی اور اگر اس سے بچ نکلا تو یہ مصیبت اس کو ڈس لے گی۔ (4)

اس طرح ایک حدیث پاک میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ سے فرمایا یہ ابن آدمؑ ہے اور یہ اسکی موت ہے۔ آپؐ نے اپنا ہاتھ اپنی گدی پر رکھا پھر اس کو پھیلا دیا اور فرمایا یہاں اسکی امید ہے اور یہاں اسکی امید ہے۔ (5)

ایک روایت ام الولید بنت عمرؓ سے ہے، وہ فرماتی ہیں "ایک دن رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا اے لوگو! کیا تم حیا نہیں کرتے مسلمانوں نے کہا یا رسول اللہ کسی چیز سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم ان چیزوں کو جمع کرتے ہو جن کو کھا نہیں سکتے اور ان مکانوں کو بناتے ہو جن میں تم نہیں رہو گے۔ اور تم ان چیزوں کی امید رکھتے ہوئے جن کو پا نہیں سکتے، کیا تم اس سے حیا نہیں کرتے۔ (6)

لمبی امید رکھنا دراصل ایک نفسیاتی بیماری ہے اور جب یہ بیماری دل میں جگہ پکڑ لے اس کا علاج مشکل ہوجاتا ہے

لمبی امید کی حقیقت دنیا کی محبت اور اس پر اوندھے منہ گر جانا ہے۔ اور آخرت سے اعراض کرنا ہے چونکہ تمام امیدوں کا پورا ہونا ممکن نہیں اس لئے یہ انسان کو مایوسی کے دہانے تک لے جاتی ہے۔

2۔ایمان کی کمزوری:

اللہ تعالیٰ کی ذات پر اگر یقین کامل ہو تو انسان ہر قسم کی مشکلات کا ثابت قدمی سے مقابلہ کرسکتا ہے کیونکہ اہل ایمان کو قرآن کریم میں بتا دیا گیا ہے۔ کہ دنیا میں رونما ہونے والا ہر واقعہ یا حادثہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر وقوع پزیر نہیں ہو سکتا اور پھر وہی ذات ہے جو انسان کو اس سے نجات عطا فرما سکتی ہے۔قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلاَ فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ﴾(7)

"زمین میں اور تمہاری جانوں میں جو بھی مصیبت آتی ہے۔ اس سے پہلے کہ ہم اس مصیبت کو پیدا کریں وہ ایک کتاب میں لکھی ہوئی ہے"۔

اس لئے مصیبت و راحت ہر حال میں مسلمان کی توجہ اپنے رب کی طرف رہتی ہے وہ مصیبت میں صبر کرتا ہے اور راحت میں شکر کرتا ہے۔

عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا۔ ہر شخص غمگین بھی ہوتا ہے اور خوش بھی ہوتا ہے۔ لیکن مومن اپنی مصیبت پر صبر کرتا ہے اور اپنی نعمت پر شکر کرتا ہے۔(8)

حضرت ابو صالح معروف تابعی حضرت سعید بن جبیرؒ کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ جب وہ مکہ سے کوفہ آئے تا کہ واسط میں انہیں حجاج بن یوسف کے پاس لے جایا جائے تو ہم تین یا چار شخص انکے پاس گئے انکو لکڑی کے ایک پنگھوڑے میں رکھا ہوا تھا ہم انکے پاس بیٹھ گئے اور ہم میں سے ایک شخص رونے لگا سعید نے پوچھا تم کیوں رو رہے ہو اس نے کہا آپ کو اس مصیبت میں دیکھ کر رو رہا ہوں۔ سعیدؒ نے کہا مت روؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو پہلے سے علم تھا کہ ایسا ہونا ہے پھر آپ نے (محولہ بالا) آیت پڑھی۔(9)

مومن مشکل اور نامساعد حالات میں مایوس نہیں ہوتا بلکہ اپنے رب کی طرف رجوع کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے۔

﴿اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ یَکْشِفُ السُّوْٓءَ﴾ (10)

"جب بے قرار اسکو پکارتا ہے تو اسکی دعا کو کون قبول کرتا ہے اور کون تکلیف کو دور کرتا ہے"

جب انسان اس ہستی کی طرف پلٹ آتا ہے جو تمام دکھوں کو دور کرسکتی ہے تو پھر یہ یقین اسے ایک خاص قسم کا حوصلہ اور صبر عطا کرتا ہے ایسا شخص کبھی مایوسی کی اتھاہ گہرائیوں میں نہیں گرتا۔

3۔ناکامی اور نامساعد حالات:

کسی بھی معاملے میں ناکامی انسان کو شدید احساس محرومی کا شکار کر کے کبھی کبھی مایوسی کی طرف لے جاتی ہے،ہم اکثر سنتے ہیں کہ کسی طالب علم نے امتحان میں ناکامی یا نمبر کم آنے پر خودکشی کر لی۔اس طرح بیماریاں،فقر و تنگ دستی،اولاد کا نہ ہونا بے روزگاری یا غلہ اور پھلوں کا کم پیدا ہونا،قیمتوں کا چڑھ جانا اور لوگوں کا مسلسل بھوک میں مبتلا ہونا یا اس طرح کے اور مسائل انہیں مایوس کرنے کا سبب بن سکتے ہیں لیکن ان تمام مشکلات سے نمٹنے کیلئے رجوع الی اللہ ایک ایسی دولت ہے جو انسان کو سہارا عطا کرتی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک ایمان کا ذائقہ محسوس نہیں کر سکتا۔جب تک اس کو یہ یقین نہ ہو کہ اس پر جو مصیبت آئی ہے وہ اس سے ٹل نہیں سکتی تھی۔اور جو مصیبت اس سے ٹل گئی ہے وہ اس پر آنہیں سکتی تھی(11) تقدیر پر یقین کامل انسان کو خطرات و حادثات میں مایوس ہونے سے محفوظ رکھتا ہے اور اسے صبر اور حوصلے کی طاقت عطا کرتا ہے۔

4۔حسد و کینہ:

حسد ایک ایسی بیماری ہے جو انسان سے زندگی کی رونق اور اطمینان وسکون چھین لیتی ہے اور وہ اندر ہی اندر دوسروں کی کامیابیوں پر کڑھتا رہتا ہے،وہ یہ خواہش رکھتا ہے کہ لوگوں کو ان کی نعمتوں اور خوشیوں سے محروم کر دے اور چونکہ اس کے بس میں کچھ نہیں ہوتا لہذا وہ ایک نفسیاتی مریض بن جاتا ہے۔اور بعض اوقات کوئی انتہائی قدم اٹھانے پر بھی تیار ہو جاتا ہے۔اسلام نے حسد سے اجتناب پر بھی بہت زور دیا ہے۔حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسد سے بچتے رہنا کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے لکڑی کو آگ (12)

حضرت ابوھریرہؓ سے ایک اور روایت ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے حسد سے محفوظ رہنے کیلئے علاج بھی تجویز فرمایا۔آپؐ نے ارشاد فرمایا۔تین چیزوں سے کوئی شخص نہیں بچ سکے گا۔حسد،بدگمانی اور بدفالی،اور میں تم سے عنقریب بیان کروں گا کہ ان سے نکلنے کی کیا صورت ہے جب تم کسی سے حسد کرو تو اس سے بغض نہ رکھو اور جب تم بدگمانی کرو تو اس کے پیچھے نہ پڑو اور جب تم بدشگونی نکالو تو اپنے کام پر روانہ ہو جاؤ۔(13) اگر کسی سے خدانخواستہ حسد پیدا ہو بھی جائے تو انسان اگر اپنے دل کو اسکے خلاف بغض اور کینہ کے جذبات سے محفوظ رکھے تو اس حدیث طیبہ پر عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے حسد کے برے نتائج سے بچالے گا۔

5۔عدم مساوات

معاشرے میں موجود عدم مساوات بھی مایوسی کا ایک ذریعہ بن سکتی ہے۔ہم دیکھتے ہیں کہ قانون سب کیلئے یکساں

نہیں اور نہ ہی روزگار اور ترقی کے مواقع سب کیلئے ایک جیسے ہیں۔ سفارش اور پیسے کی مدد سے قانون اور میرٹ کی دھجیاں اڑادی جاتی ہیں۔ کرپشن اور بدعنوانی عام ہے ہمارا ملک کرپٹ ممالک میں شمار ہوتا ہے ایسی صورتحال میں جب حقدار کو اس کا حق نہیں ملتا اور اس باب میں اسکی تمام کوششیں لاحاصل ثابت ہوتی ہیں تو وہ مایوسی کا شکار ہو جاتا ہے اگر قانون، انصاف اور ترقی کے مواقع سب کو یکساں مہیا کئے جائیں تو معاشرے سے مایوسی ومحرومی کے احساس کا خاتمہ ممکن ہے۔

مایوسی کے نقصانات:

مایوسی انسان سے جینے کا شوق چھین لیتی ہے اور وہ نفسیاتی طور پر ایک ہارا ہوا انسان بن جاتا ہے۔ اس کیفیت میں وہ ایک ایسا شہری بن جاتا ہے جس سے کسی خیر اور فائدہ کی توقع نہیں ہوتی بلکہ کسی بھی وقت وہ ایک لاوا کی طرح پھٹ کر اپنے آپ کو یا کسی دوسرے کو شدید نقصان پہنچا سکتا ہے۔ مایوسی کے چند نقصانات درج ذیل ہیں:۔

1۔ بے حسی اور غیر فعالی:

مایوسی کا کم سے کم نقصان تو یہ ہے کہ یہ انسان سے کچھ کرنے کی ہمت چھین لیتی ہے۔ وہ شخص بے حس ہو جاتا ہے اسکی تمام صلاحیتیں کافور ہو جاتی ہے۔ وہ اگر کسی خاندان کا سربراہ ہے تو پورا گھرانا بے یارومددگار ہو جاتا ہے جب وہ خود معاشرے پر ایک بوجھ بن جاتا ہے تو کسی اور کی کفالت کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا۔

اسلام نے تو ایک مومن پر بار بار زور دیا ہے کہ وہ دوسروں کو نفع پہنچائے اور انکی تکلیفیں دور کرنے میں ان کی مدد کرے۔ یہاں تک کہ راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹا دینے کو بھی ایک اہم ترین عمل قرار دیا ہے حضرت ابو برزہ اسلمیؓ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے عمل بتایئے جس سے میں نفع اٹھاؤں آپ ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کے راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کرو۔ (14)۔ ایک بے حس اور غیر فعال شخص کسی کو فائدہ پہنچانے یا اس کی تکلیف دور کرنے کی صلاحیت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور اشرف المخلوقات ہو کر جمادات کے مرتبے سے بھی گر جاتا ہے۔

2۔ عدم برداشت اور انتقامی سوچ:

مایوسی انسان کے اندر برداشت ختم کر دیتی ہے۔ وہ اپنی محرومیوں کا بدلہ دوسروں سے لینا چاہتا ہے اور انہیں کو اپنے مسائل کا ذمہ دار سمجھتا ہے۔ چونکہ وہ ایک نفسیاتی مریض بن چکا ہوتا ہے اس لئے معمولی باتوں پر اس کا ردعمل انتہائی شدید بھی ہوسکتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ کسی کی جان تک لے سکتا ہے۔ مایوسی کے شکار شخص کیلئے اخلاق، ضابطے یا قانون کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔

3۔ خودکشی:

مایوسی کی انتہا یہ ہے کہ انسان کو اپنی زندگی یا مستقبل سے کوئی امید باقی نہیں رہتی اور اسے تمام مسائل مشکلات اور

محرومیوں کا ازالہ اپنی زندگی کے خاتمہ میں ہی نظر آتا ہے۔ لہٰذا وہ خودکشی کا ارتکاب کر لیتا ہے۔ مسٹر بیک (Beck) اور چند دیگر ماہرین نفسیات نے 10 سال میں ہونے والی خودکشیوں کے مطالعے کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ 91 فیصد خودکشیاں مایوسی کی وجہ سے تھیں۔ (15)

اسلام نے خودکشی سے منع کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا﴾ (16)

"اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو بے شک اللہ تم پر بہت رحم فرمانے والا ہے"

ایک حدیث پاک میں جو حضرت ابوھریرہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے خودکشی کرنے والے کیلئے وعید بیان فرمائی۔ آپؐ نے فرمایا جو شخص جس ہتھیار سے خودکشی کرے گا تو دوزخ میں وہ ہتھیار اس شخص کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ شخص جہنم میں اس ہتھیار سے ہمیشہ خود کو زخمی کرتا رہے گا اور جو شخص زہر سے خودکشی کرے گا وہ جہنم میں ہمیشہ زہر کھاتا رہے گا اور جو شخص پہاڑ سے گر کر خودکشی کرے گا وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ گرتا رہے گا۔ (17)

مایوسی کا تدارک اسلامی احکام کی روشنی میں:

اسلام ہر برائی کو جڑ سے ختم کرتا ہے اور ان تمام عوامل واسباب کی حوصلہ شکنی کرتا ہے جو کسی بڑی برائی کی طرف لے جاسکتے ہیں۔ مایوسی کے حوالے سے بھی ہم درج بالا اسباب میں دیکھ چکے ہیں کہ اسلام نے ہر ہر سبب کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ کوئی شخص زندگی سے مایوس نہ ہو اور پرامید اور پرعزم ہو کر اپنا سفر حیات جاری رکھے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسلام نے مایوسی کے خاتمہ کیلئے براہ راست احکام بھی عطا کئے ہیں جن میں سے چند ایک ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

1۔ مایوسی گناہ ہے:

اسلام نے اللہ اور بندے کے تعلق میں ہمیشہ اس بات پر زور دیا ہے کہ بندہ اپنے رب کی رحمت سے پرامید رہے اور کبھی مایوس نہ ہو۔ چاہے وہ کتنا بڑا گناہ گار ہو پھر بھی اللہ کی رحمت پر بھروسہ رکھے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿وَ رَحْمَتِىْ وَسِعَتْ كُلَّ شَىْءٍ﴾ (18)

"اور مری رحمت ہر چیز پر محیط ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے مومنین کی یہ صفت بیان کی ہے۔

﴿اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ﴾ (19)

"وہ اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں"۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونے سے منع کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ (20)

" آپ کہئے: اے میرے وہ بندو جو (گناہ کرکے) اپنی جانوں پر زیادتی کر چکے ہو۔ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ بے شک اللہ تمام گناہوں کو بخش دے گا۔ بے شک وہی بخشنے والا، بے حد رحمت فرمانے والا ہے"۔

اس آیت میں 'لا تقنطوا' کا لفظ ہے۔ اس کا مصدر قنوط ہے۔

قنوط کے معنیٰ ہیں سب سے بڑی ناامیدی۔ قنوط کی تعریف یہ ہے کہ اللہ کی رحمت سے بالکل مایوس ہونا اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب فطرت سلیمہ اور اللہ پر ایمان لانے کی صلاحیت بالکل زائل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے بندہ کو غرغرہ موت تک توبہ کرنے کی مہلت دی ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے تمام گناہوں کی مغفرت کا وعدہ فرمایا ہے خواہ وہ گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ ہوں۔ خواہ ان کی تعداد سمندر کے جھاگ، درختوں کے پتوں یا ریت کے ذروں اور آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہو۔ (21)

حضرت ثوبانؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اگر مجھے اس آیت (موخر الذکر) کے بدلے میں دنیا اور مافیہا بھی مل جائے تو مجھے پسند نہیں ہے۔ (22)

اس طرح ایک حدیث پاک میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بنی اسرائیل میں ایک شخص نے ننانوے انسانوں کو قتل کیا پھر وہ لوگوں سے سوال کرنے نکلا۔ اس نے ایک راہب سے سوال کیا آیا اسکی توبہ ہوسکتی ہے؟ اس نے کہا نہیں اس نے راہب کو بھی قتل کر دیا، پھر وہ شخص سوال کرنے نکلا تو ایک شخص نے اس سے کہا فلاں فلاں بستی میں جاؤ تو اس کو موت نے آلیا اس نے اپنا سینہ اس بستی کے قریب کر لیا پھر رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں اس کے متعلق بحث ہوئی تو اللہ نے اس زمین کو حکم دیا کہ قریب ہو جائے اور دوسری زمین کو حکم دیا کہ دور ہو جائے اور فرمایا ان دونوں زمینوں کی پیمائش کرلو، تو وہ زمین (جس کی طرف جا رہا تھا) ایک بالشت زیادہ قریب تھی سو اسکی مغفرت کر دی گئی۔ (23)

جب سو انسانوں کا قاتل بھی اللہ کی رحمت و مغفرت کا مستحق ہوسکتا ہے تو پھر کسی اور گناہ گار کو اللہ کی رحمت سے کیوں پر امید نہیں ہونا چاہیے۔ اس موضوع پر احادیث تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں جو ہر حال میں اپنے رب کی رحمت سے امید رکھنے کی تاکید کرتی ہیں۔

2۔ اللہ کی ذات پر یقین:

اللہ تعالیٰ کی ذات پر پختہ یقین انسان کو ہر طرح کی مایوسی اور محرومی کے احساس سے محفوظ رکھتا ہے مثلاً اگر انسان

کی معاشی حالت بہتر نہ ہو اور غربت وافلاس کا شکار ہو تو اللہ کی ذات پر یقین اُسے خودسوزی وخودکشی کا خیال تک نہیں آنے دے گا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ حقیقی رازق اللہ تعالیٰ ہے اور اس نے جس کو پیدا کیا ہے اس کو رزق بھی مہیا فرماتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ﴾ (24)

"اور اپنی اولاد کو رزق میں کمی کی وجہ سے قتل نہ کرو، ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی"۔

اگر انسان کسی مشکل یا مصیبت میں گرفتار ہو تو اللہ کی ذات پر یقین رکھنے والا اسی کی طرف رجوع کرے گا اس سے دعا مانگے گا کیونکہ اللہ کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہے وہ جسے چاہے جتنا چاہے عطا فرماتا ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

﴿وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَ مَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ﴾ (25)

"اور ہمارے ہی پاس ہر چیز کے خزانے ہیں اور ہم اس کو صرف معین اندازے کے مطابق نازل کرتے ہیں"

ذات الٰہی پر یقین انسان کو مایوسی کی تاریکیوں میں امید کی کرن اور جینے کا حوصلہ عطا کرتا ہے وہ اپنی تمام محرومیوں کے ازالہ کے لئے اپنے رب کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس سے گڑگڑا کر دعا کرتا ہے اور دعا ایک ایسا ہتھیار ہے جو اسے ہر قسم کی مشکلات سے نکال دیتا ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمھیں وہ چیز نہ بتاؤں جو تمھیں تمھارے دشمنوں سے نجات دے اور تمھارے رزق کو زیادہ کرے؟ تم دن رات اللہ سے دعائیں کیا کرو کیونکہ دعا مومن کا ہتھیار ہے۔(26)

3۔تقدیر پر ایمان:

تقدیر پر کامل ایمان انسان کو مکمل حوصلہ عطا کرتا ہے۔ جب اُسے یقین ہو کہ جو کچھ اللہ نے اس کے لئے مقدر کیا ہے وہ کوئی چھین نہیں سکتا اور جو اسکی قسمت میں نہیں ہے وہ اسے مل نہیں سکتا تو یہ یقین انسان کو مایوسیوں سے محفوظ کر دیتا ہے۔ تقدیر پر ایمان لانا اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ سے ایمان کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت پر اور اس پر کہ ہر اچھی اور بری چیز اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے وابستہ ہے۔(27)

تقدیر پر ایمان انسان کو حرص وطمع اور لمبی امیدیں باندھنے سے بھی محفوظ رکھتا ہے کیونکہ جب انسان کو یقین ہو کہ سب کچھ اللہ کی طرف سے مقرر کردہ ہے اور میں اپنے حصے سے زیادہ کوئی چیز حاصل نہیں کرسکتا تو وہ طمع ولالچ سے گریز کرنا

شروع کر دیتا ہے اور زیادہ سے زیادہ کے حصول کی خواہش بھی کم ہو جاتی ہے۔

4۔قناعت:

مایوسی کا ایک بنیادی سبب لمبی امیدیں رکھنا اور زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی خواہش ہے۔اس کے خاتمے کیلئے اسلام نے اپنے ماننے والوں کو قناعت اختیار کرنے کا درس دیا ہے۔یعنی جو کچھ میسر ہو اسی پر صابر و قانع رہنا اور بے جا خواہشوں اور نہ ختم ہونے والی امیدوں سے گریز کرنا۔حضرت ابوھریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: تونگری مال کی کثرت سے نہیں ہوتی بلکہ دل کی بے پروائی کا نام تونگری ہے (28)

آپ ﷺ کا ارشاد ہے: اس کیلئے بشارت ہے جسے اسلام کی ہدایت دی گئی،ضرورت کے مطابق رزق دیا گیا اور اس پر اس نے صبر کیا۔(29)

قناعت اختیار کرنے کے لئے نسخہ بھی بتایا گیا ہے کہ انسان ہمیشہ معاشی لحاظ سے اپنے سے کم تر لوگوں کو دیکھے تا کہ زیادہ کی خواہش اور حرص پیدا نہ ہو اور شکر ادا کرنے کی توفیق مل سکے۔حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے سے نیچے درجے کے لوگوں کی جانب دیکھا کرو اور اوپر کے درجے کے لوگوں کو نہ دیکھا کرو۔اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو حقیر نہ گردانو گے۔(30)

5۔قانون کی حکمرانی اور مساوات:

قانون کا بالا دست ہونا اور سب کیلئے یکساں ہونا ایک کامیاب اور ترقی یافتہ معاشرے کی علامت ہے۔ایسے معاشرے کے افراد کبھی احساس محرومی کا شکار نہیں ہوتے کیونکہ انصاف، قانون اور ترقی و روزگار کے مواقع تمام شہریوں کیلئے یکساں ہوتے ہیں۔اسلام نے اسی چیز پر زور دیا ہے جبکہ سفارش، رشوت اور اقربا پروری کی حوصلہ شکنی کی ہے۔تمام انسان برابر ہیں اور فضیلت کا معیار صرف تقویٰ ہے۔قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿يَـاَيُّهَـا النَّـاسُ اِنَّـا خَـلَـقۡـنٰـكُـمۡ مِّـنۡ ذَكَرٍ وَّاُنۡثٰى وَجَعَلۡنٰكُمۡ شُعُوۡبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوۡا اِنَّ اَكۡرَمَكُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ اَتۡقٰكُمۡ﴾ (31)

''اے لوگو! بے شک ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور ہم نے تم کو قومیں اور قبیلے بنا دیا تا کہ تم ایک دوسرے کی شناخت کرو، بے شک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو''۔

رسول کریم ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا ''اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے،تمہارا باپ ایک ہے،سنو کسی عربی کی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کسی عجمی کی عربی پر کوئی فضیلت ہے کسی گورے کی کالے پر کوئی فضیلت ہے نہ کسی کالے کی

گورے پر کوئی فضیلت ہے مگر تقویٰ سے (32)

اسلام نے حقوق وفرائض کی بنیاد پر تمام انسانوں کو برابر قرار دیا ہے کوئی شخص حسب ونسب یا رنگ ونسل کی بنیاد پر کسی قانون سے مبرا نہیں اور کوئی شخص کمزور اور کم مرتبہ ہونے کی وجہ سے کسی رعایت سے محروم نہیں قرار دیا جاسکتا۔ اگر تمام افراد کو یکساں حقوق اور ترقی کے مواقع دے دیئے جائیں اور عہدے صرف صلاحیت اور میرٹ کی بنیاد پر تفویض کئے جائیں تو معاشرے سے احساس محرومی کا خاتمہ ہوسکتا ہے اور کوئی شخص بھی مایوسی کا شکار نہیں ہوگا۔

6۔اسلامی تعلیمات پر عمل:

مایوسی کا قلع قمع کرنے کیلئے ضروری ہے کہ اسلامی تعلیمات کو سمجھا جائے اور ان پر عمل کیا جائے۔ اسلام نے حقوق وفرائض کا ایک متوازن نظام عطا فرمایا ہے۔ اگر معاشرے میں موجود کچھ افراد اپنا فرض ادا نہیں کرتے تو کسی اور کی حق تلفی ہوتی ہے اور وہ محرومی کا شکار ہو کر مایوسی کی طرف چلا جاتا ہے لیکن اگر ہر ایک اپنے فرائض کو یاد رکھے اور انکی ادائیگی کی کوشش کرے تو سب کو اپنے حقوق مل جائیں گے اور معاشرے میں امن ومحبت اور باہمی احترام کی فضا پیدا ہوگی۔

خلاصہ بحث:

مختلف وجوہ کی بنا پر ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی میں مایوسی کا رجحان دن بدن بڑھ رہا ہے، جس کے نتیجے میں Depression کے مریضوں میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے، خودکشی کے واقعات روز افزوں ہیں، بے حسی، غیر فعالی، احساس محرومیت اور انتقامی سوچ پروان چڑھ رہی ہے نیز تحمل، برداشت، قناعت، عفو ودرگزر جیسے اخلاق حسنہ سے ہم دور ہوتے جا رہے ہیں۔ مایوسی کا یہ پھیلتا ہوا رجحان اسلامی تعلیمات سے دوری کا نتیجہ ہے اور اس کا واحد اور بنیادی حل یہ ہے کہ ہم اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھال لیں، جس میں ایمان کی مضبوطی بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ اگر انسان اللہ تعالیٰ کی ذات پر اپنا ایمان مضبوط رکھے اسی کو اپنا رازق سمجھے اور اسکی تقدیر کو اٹل سمجھے، اسکی دی ہوئی زندگی کو اسکی امانت سمجھے اور اس کے احکام اور اس کے رسول ﷺ کے مبارک اسوہ کے مطابق زندگی گزارے اور یہ یقین رکھے کہ اس دنیا میں پہنچنے والی ہر تکلیف اور مصیبت کا اجر اللہ تعالیٰ اسے اخروی زندگی میں عطا فرمائے گا۔ تو انسان کبھی مایوس نہیں ہوگا اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھے گا اور جو اللہ سے اچھا گمان رکھتا ہے اور اس پر توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ کبھی اس کو محروم نہیں فرماتا۔ رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے "اگر تم ایسا توکل کرو جیسا کہ اس کا حق ہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس طرح رزق دے گا جس طرح پرندوں کو دیتا ہے۔ کہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو ان کا پیٹ بھرا ہوتا ہے" (33)

حواشی وحوالہ جات

1. الیسوعی، معلوف، لوئس، المنجد، اردو ترجمہ عصمت ابوسلیم، مکتبہ دانیال، اردو بازار، لاہور، ص1266
2. جالبی، جمیل، ڈاکٹر، قومی انگریزی اردو لغت، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، طبع دوم 1994، ص797
3. ہیثمی، علی بن ابی بکر، نورالدین، مجمع الزوائد، دارالکتاب العربی، بیروت 1402ھ، 226/10
4. بخاری، محمد بن اسماعیل، ابوعبداللہ، الجامع الصحیح، اردو ترجمہ: اختر شاہجہان پوری، عبدالحکیم، فرید بک سٹال، اردو بازار لاہور، 1982ء، 484/3
5. ترمذی محمد بن عیسیٰ، ابوعیسیٰ، جامع ترمذی، اردو ترجمہ، ہزاروی، محمد صدیق، فرید بک سٹال، اردو بازار، لاہور، 2001، 102/2۔
6. طبرانی، سلیمان بن احمد، ابوالقاسم، معجم کبیر، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ج172/25
7. القرآن 22:57
8. طبری، محمد بن جریر، ابوجعفر، جامع البیان، دارالمعرفہ، بیروت 1409ھ، رقم الحدیث 26071
9. ابن ابی شیبہ، عبداللہ بن محمد، ابوبکر، المصنف، دارالکتب العلمیہ، بیروت 1416ھ، 195/6
10. القرآن 62:27
11. ابن ماجہ، محمد بن یزید، ابوعبداللہ، سنن ابن ماجہ، اردو ترجمہ: اختر شاہجہان پوری، عبدالحکیم، فرید بک سٹال، اردو بازار لاہور، 2011ء، 51/1
12. ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابوداؤد، اردو ترجمہ: اختر شاہجہان پوری، عبدالحکیم، فرید بک سٹال، اردو بازار لاہور 2002، ج3، ص538
13. ہندی، علی متقی بن حسام الدین، کنز العمال، مؤسستہ الرسالہ، بیروت رقم الحدیث 43789
14. ابن ماجہ، محمد بن یزید، ابوعبداللہ، سنن ابن ماجہ، اردو ترجمہ: اختر شاہجہان پوری، عبدالحکیم، فرید بک سٹال، اردو بازار، لاہور 2011ء 401/2
15. Beck At, Steer R.A, Kovacs M., Garrison B, "Hopelessness and Eventual Suicide: a ten year prospective study of patients hospitalized with Suicidal ideation". AMJ Psychology 142(5) 559-63
16. القرآن 29:4
17. مسلم بن حجاج قشیری، ابوالحسین، صحیح مسلم، اردو ترجمہ: سعیدی، غلام رسول، فرید بک سٹال، اردو بازار، لاہور، 2006ء، 127/1
18. القرآن 156:7
19. القرآن 218:2
20. القرآن 53:39

21. سعیدی، غلام رسول تبیان القرآن، فرید بک سٹال، اردو بازار لاہور، 2005ء، 281/10
22. احمد بن حنبل، امام، المسند، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، 1421ھ 45/37
23. بخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبداللہ، الجامع الصحیح، اردو ترجمہ: اختر شاہ جہان پوری، عبدالحکیم، فرید بک سٹال، اردو بازار، لاہور، 1982ء، 317-18/2
24. القرآن 151:6
25. القرآن 21:15
26. تمیمی، احمد بن علی المثنی، مسند ابو یعلیٰ، دار المامون التراث، بیروت 1404ھ، رقم الحدیث 1812
27. مسلم بن حجاج قشیری، ابو الحسین، صحیح مسلم، اردو ترجمہ: سعیدی، غلام رسول، فرید بک سٹال، اردو بازار، لاہور 2006ء، 66/1
28. ابن ماجہ، محمد بن یزید، ابو عبداللہ، سنن ابن ماجہ، اردو ترجمہ: اختر شاہجہان پوری، عبدالحکیم، فرید بک سٹال، اردو بازار، لاہور، 2001ء، 537/2
29. ترمذی، محمد بن عیسیٰ، ابو عیسیٰ، جامع ترمذی، اردو ترجمہ: ہزاروی محمد صدیق، فرید بک سٹال، اردو بازار، لاہور، 2001ء، 107/2
30. ابن ماجہ، محمد بن یزید، ابو عبداللہ، سنن ابن ماجہ: اردو ترجمہ: اختر شاہجہان پوری، عبدالحکیم، فرید بک سٹال، اردو بازار لاہور، 2011ء، 538/2
31. القرآن 13:49
32. بیہقی، احمد بن حسین، ابوبکر، شعب الایمان، دار الکتب العلمیہ، بیروت 1401ھ، 289/4
33. ابن ماجہ، محمد بن یزید، ابو عبداللہ، سنن ابن ماجہ، اردو ترجمہ: اختر شاہجہان پوری، عبدالحکیم، فرید بک سٹال، اردو بازار لاہور، 2011ء، 543/2